Fikr-o-Nasar (Islamabad) 5:12 (1968)

اخبار

ڈاکٹر المزاوی

۱۶ مئی کو ڈاکٹر المزاوی ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی میں تشریف لائے، موصوف سے جب اُن کے نام کی تشریح چاہی گئی، تو اُنہوں نے بتایا کہ اُن کا خاندان اصلاً دمشق کی ایک نواحی بستی مزہ کا ہے۔ پھر وہ فلسطین کے مشہور شہر ناصرہ میں، جس کی نسبت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح ناصری مشہور ہوئے، منتقل ہو گیا۔ اور ڈاکٹر المزاوی وہیں پیدا ہوئے۔ ان کی ابتدائی تعلیم فلسطین میں ہوئی۔ بعد میں بیروت کی جامعہ امریکہ سے اُنہوں نے تکمیل کی۔ پھر اُنہوں نے بقول اُن کے، جب میرا اپنا وطن نہ رہا، تو میں نے ریاست ہائے متحدہ امریکہ کو وطن بنا لیا۔

ڈاکٹر المزاوی پاکستان ہسٹری کانفرنس منعقدہ کراچی میں آئے تھے۔ وہاں اُنھوں نے ایک مقالہ پڑھا، موصوف آج کل طہران میں ہیں۔ اور صفویہ خاندان کے ابتدائی عہد پر جب کہ وہ ابھی ایران میں برسرِ اقتدار نہ آیا تھا، اور وہ محض ایک سلسلۂ طریقت تھا، تحقیقات کر رہے ہیں۔ اُنھوں نے بتایا کہ صفوۃ الصفا نام کی ایک کتاب جو اُس عہد میں لکھی گئی، اور جس میں اس خاندان کے ابتدائی حالات ملتے ہیں، اس وقت اُن کی تحقیق کا موضوع ہے۔ وہ اس کتاب کو ایڈٹ کر کے شائع کریں گے۔

ڈاکٹر المزاوی نے خاندانِ صفویہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس کے مورثِ اعلیٰ آذربائیجان کے شہر اردبیل میں آباد تھے۔ یہ ایک صوفی خاندان تھا اور اس کے بزرگ اُس علاقے کے عوام و خواص کے روحانی مرشد تھے۔ اس خاندان کا سلسلۂ طریقت حضرت جنید بغدادیؒ تک جاتا ہے، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ تصوف و طریقت کے ساتھ ساتھ اس خاندان کے بزرگ آذربائیجان کے شمال میں جو عیسائی علاقے تھے۔ ان کے خلاف برابر غزا بھی کرتے رہتے تھے۔ اور اُن کا یہ سلسلۂ غزا کافی عرصہ جاری رہا۔ بعد میں اس صوفی خاندان نے اردگرد کے حکمرانوں سے شادی بیاہ کے روابط قائم کیے۔ یہاں تک کہ اُس میں

اسمٰعیل صفوی پیدا ہوئے جنہوں نے ایران میں اپنی سلطنت کی بنیاد رکھی۔

ڈاکٹر المزاوی کی تحقیق یہ ہے کہ یہ خاندان شروع میں شافعی المذہب تھا۔ اور اس میں شیعیت بعد میں آئی۔ موصوف نے بتایا کہ اس خاندان نے شیعیت کو کیسے قبول کیا۔ یہ ایک بڑا دلچسپ موضوع ہے، اور وہ اس کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انہوں نے اس عہد اور اُس سے پہلے کے عہد پر روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ چنگیز خان اور ہلاکو کی غارت گری کے بعد دنیائے اسلام کی کیا حالت تھی۔ اور پھر کس طرح منگولی حکمران اسلام سے متاثر ہوئے اور بعد میں وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ ڈاکٹر المزاوی نے تاریخ اسلام کے اُس دور کا یوں نقشہ کھینچا۔ شمال میں عثمانی ترک تھے، مغرب میں سرزمین مصر و شام پر مالیک جو نسلاً ترک تھے، قابض تھے، برصغیر پاک و ہند میں مغل شہنشاہی کر رہے تھے، اور ماوراء النہر میں ترکمان برسر اقتدار تھے، موصوف نے بتایا کہ ان فرمانرواؤں کے دربار علم و حکمت، ادب و شعر اور تہذیب و ثقافت میں اُس دور کے یورپی حکمرانوں کے درباروں سے کہیں ترقی یافتہ تھے۔ لیکن یہ تاریخ کا عجیب سانحہ ہے کہ اس کے بعد یورپ تو ترقی کی طرف برابر قدم بڑھاتا گیا اور یہ اسلامی ملک رو بہ زوال ہو کر نیچے سے نیچے گرتے چلے گئے۔

ڈاکٹر المزاوی کے خیال میں گو منگولوں نے اسلامی ملکوں کو تو تباہ و برباد کر دیا تھا، لیکن اس تباہی و بربادی کے باوجود عہد عباسی کی علمی و فکری روایات باقی رہیں۔ اور اُس عہد میں، جو اُن کے زیر بحث ہے، علوم و فنون کی جو رونق پائی جاتی ہے تو وہ اُنہیں کا روایات کا ماحصل تھی۔ اس کے بعد جیسے جیسے یہ روایات کمزور پڑتی گئیں، عالم اسلام پر جہل کے اندھیرے مسلط ہوتے چلے گئے۔

ڈاکٹر المزاوی نے اپنی گفت گو میں عالمِ اسلام کے اس دور کی جو تصویر کھینچی، اگرچہ وہ بڑی مجمل تھی، لیکن اُس کا پس منظر اس طرح پیش کیا کہ اُس تصویر کے خط و خال بالکل واضح ہو گئے۔

اُمید ہے صفوۃ الصفا بہت جلد طہران سے شائع ہو جائے گی۔

ایک عربی النسل جرمن سکالر ادارہ تحقیقات اسلامی میں

ایک عربی النسل جرمن سکالر جناب ولتلف خالد حال ہی میں ادارہ تحقیقات اسلامی میں آئے ہیں۔ موصوف کے دادا مراکشی تھے، اور جرمنی میں توطن پذیر ہو گئے تھے۔ خالد صاحب بہت اچھی عربی جانتے ہیں۔ اور اپنے وطن میں مصر کے مشہور محقق و مصنف احمد امین مرحوم پر تحقیقی کام کر چکے ہیں۔ اُردو

پر بھی اُن کو عبور ہے، وہ بے تکلف اُردو بولتے ہیں اور اُردو کتابیں پڑھتے ہیں۔ اپنی مادری زبان جرمن کے علاوہ انگریزی زبان میں بھی اُن کو مہارت حاصل ہے۔

جناب ڈتلف خالد مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم پر تحقیقات کریں گے۔ اور مولانا مرحوم کے افکار پر کتاب لکھیں گے۔ اس سلسلے میں ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی نے مولانا سندھی مرحوم کی دو تصنیفات کے مسودات فراہم کئے ہیں۔ ایک تو اُن کے تفسیر القرآن کے امالی (NOTES) ہیں، جو اُنہوں نے مکہ معظمہ میں مشہور روسی ترک عالم علامہ موسیٰ جار اللہ مرحوم کو املا کرائے تھے۔ تفسیر القرآن کے یہ امالی علامہ موسیٰ جار اللہ کے واسطے سے برصغیر پاک و ہند پہنچے تھے، اُسی زمانے میں اُن کی متعدد نقلیں کی گئیں۔ ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کو ان امالی کی جو نقل ملی ہے، وہ ضلع گجرات کے گاؤں کٹھیالہ شیخاں کے ایک مشہور عالم مولانا سلطان محمود مرحوم کی ہے۔ مرحوم مدرسہ جامع فتح پوری دہلی میں صدر مدرس تھے۔ اور بعد میں اپنے وطن آ گئے تھے۔ تفسیر القرآن کا یہ نسخہ مولانا سلطان محمود مرحوم کے صاحب زادوں سے حاصل کیا گیا ہے۔ یہ عربی زبان میں ہے۔
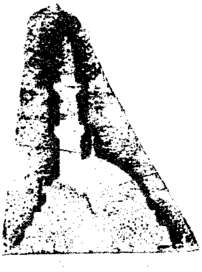
مولانا سندھیؒ کی دوسری کتاب خود اُن کی اپنی تصنیف کردہ ہے، اور اس کا نام ہے "التمہید لائمۃ التجدید"۔ اس کتاب کی نقل مولانا نور الحق صاحب مرحوم سابق پروفیسر اورینٹل کالج لاہور نے کی تھی۔ مولانا نور الحق صاحب علوم و معارفِ عبیداللہی پر غائر نظر رکھتے تھے، اور مولانا سندھیؒ نے اپنے بعض مقالات اُن کو املا کرائے تھے، جو بعد میں مولانا نور الحق کے حواشی اور تشریحات کے ساتھ شائع ہوئے ——— "التمہید" میں خانوادہ ولی اللہی اور ان کے مکتبِ فکر کی علمی تاریخ پیش کی گئی ہے، اس کے ایک حصے میں مولانا سندھیؒ نے خود اپنے حالات بھی رقم فرمائے ہیں۔ یہ کتاب بھی عربی میں ہے۔ اور مولانا سندھیؒ نے اسے قیام مکہ معظمہ میں مرتب فرمایا تھا۔